خطبۂ صدارت

۱۳۶۱ھ

مرکزی مجلس مسلم تاجران

مملکت آصفیہ حیدرآباد دکن

مولانا ابوالبیان خواجہ بہاء الدین

صدر مرکزی مجلس



مطبوعہ

مطبع دستگیری چیلہ پورہ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

معزز تاجر بھائیو! میں اس انقلاب آفریں اور ہنگامہ پرور زمانہ میں آپ کو مخاطب کر رہا ہوں، جبکہ دنیا آگ اور لہو کی فضا میں سسکیاں لے رہی اور سخت کشمکش حیات میں مبتلا ہے۔ اس خونی انقلاب کی پہلی زد مغرب پر پڑی۔ اب اس کا رخ مشرق کی طرف ہے اور جنگ کے شعلوں کو ہندوستان میں بھی محسوس کیا جا رہا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔؟

حضرات۔ دنیا کی پیچیدہ سیاست میں مستقبل سے متعلق پیشین گوئی کرنا بہت مشکل ہے انقلاب کی رفتار ہمارے ظن و گماں کی گرفت میں نہیں آسکتی، دنیا کا ایک بہت بڑا مفکر شاعر اقبال اب سے بہت پہلے کہہ گیا تھا کہ

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

پس اس دور میں دنیا سچ مچ کیا سے کیا ہو رہی ہے اور نہایت تیزی کے ساتھ دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ بدل رہے ہیں!! اگرچہ کہ ہماری عزیز حکومت حیدرآباد اس وقت راست جنگ سے دوچار نہیں ہے اور ہماری حقیقی دعائیں اور دلی تمنائیں بھی یہی ہیں کہ خداوند ذوالجلال ہماری حکومت ابدمدت کو عالمگیر جنگ کے شعلوں اور اندرونی فتنوں اور بدخواہوں کی

چشم زخم سے محفوظ و مصئون رکھے اور ہمارے شاہ ذیجاہ سلطان العلوم اعلحضرت بندگان عالی کے سایۂ معدلت میں حکومت حیدرآباد کو ہر حیثیت سے معراج ترقی پر پہنچائے اور ملکت کو فردوس بریں بنائے۔ آمین ثم آمین۔

اگرچہ کہ جنگ کے اثرات سے ہمارا ملک بالواسطہ بڑی حدتک متاثر ہورہا ہے اشیأ مایحتاج کی درآمد میں مشکلات پیدا ہونے اور اہل ملک کے تعطل سے بڑی دشواریاں پیدا ہورہی اور پریشانیاں بڑھتی ہی جارہی ہیں۔ اس پرآشوب زمانہ میں حکومت اور اہل ملک کی بلاامتیاز قوم و مذہب مدد کرنا اور معاشی مشکلات کو دور کرنے کی فوری تدابیر اختیار کرنا مسلم تجار کا فرض اولیں ہے .... جہاں باہمی تعاون اور اشتراک عمل کی سخت ضرورت ہے وہاں اسکی بھی ضرورت ہی کہ ہم اس نازک دور میں ناجائز نفع اندوزی اشیاء مایحتاج کو ذخیرہ کرکے اس کو ناجائز منفعت پر فروخت کرنے کے لئے چھپا نہ رکھیں اسلام دنیا کا سچا اور مطابق فطرت مذہب ہے۔ اسلام نے مال و اسباب کی فراہمی اور اسکی صحیح تقسیم کے اصول مدون کرکے افلاس اور دولت میں ایسا توازن قائم کیا ہے جس کا کسی اور مسلک میں اس قدر وضاحت سے پتہ نہیں چلتا۔ اسلامی فقہ میں آپ کو ہزاروں مسائل تجارت، زراعت، صنعت و حرفت سے متعلق ملیں گے۔ اسلام نے ہر مسلمان کو راست بازی اور دیانت کی تعلیم دی ہے اور ہر مسلم زندگی کا نصب العین بنا دیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں جہاں ان مقہور قوموں پر عذاب و قہر نازل ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے وہاں ناپ اور تول میں کمی اور بددیانتی کو قہر و عذاب کا سبب بتایا گیا ہے۔

احکام الٰہی پر عمل کرنے والا تاجر بڑے سے بڑے نفع کو ٹھکرا دیتا ہے۔ اپنے ذاتی نفع کیلئے وہ عام انسانوں کے نقصان کو گوارا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ شریعت اسلام میں گرانی کی توقع پر غلہ روکنے کو شدت کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور اسی کو اصطلاح فقہ میں (احتکار) کہتے ہیں اسلام نے

تجارت کی طرح کسب کو بھی بڑی اہمیت دی ہے چنانچہ (اَلکَاسِبُ حَبِیبُ اللّٰہِ) کے مشہور مقولے سے کوئی شخص ناآشنا نہ ہوگا۔ راست باز تاجر کم سے کم نفع اٹھانے کے بعد بھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ بدمعاملہ اور بے ایمان تاجر کا نفع اور اندوختہ ریت کی دیوار کی طرح ہے جو ہوا کے ایک جھونکے سے منتشر ہو جاتا ہے۔

اسلام نے جس طرح صنعتوں کو فروغ دیا اسی طرح زراعت کو بھی بہت عزیز بتایا ہے یہی وجہ ہے کہ پہلے کے مسلمان ملازمت اور عہدوں سے تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت کو زیادہ قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور ملازمت کو غلامی کہا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل جب خود ہماری حکومت کی طرف سے قابل لوگوں کو اعلیٰ عہدے دینے کیلئے بلایا جاتا تھا تو وہ اس سے صریحاً انکار کر دیا کرتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے مسلمانوں میں شوق حکمرانی جاہ طلبی اور عہدہ پرستی کے خیالات پیدا ہوئے تو انکی توجہات تجارت، زراعت اور صنعت وحرفت سے ہٹتی چلی گئیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت آگئی کہ ملک کے افراد سوا ملازم سرکار کے تاجر، کاشتکار اور پیشہ وروں کی لڑکی کرنا اور ان کو لڑکی دینا بھی سخت معیوب سمجھنے لگے اور اپنی صف میں جگہ دینا، اُن سے مساویانہ برتاؤ رکھنا ناگوار ہو گیا۔ اس ذہنیت سے حکمراں جماعت اور تاجروں اور کاریگروں اور کاشتکاروں میں امتیازات پیدا ہو گئے جن سے افتراق و نفرت کی خلیج بڑھتی چلی گئی اور اہل ملک سے وفا اور محبت نیز خدمت خلق کے صحیح جذبات ناپید ہوتے چلے گئے۔ ادھر باعمل قوموں کی محنت اور صناعی روزافزوں ترقی کرتی گئی اور مسلمان باعمل قوموں کی دستکاری اور صناعی وغیرہ کے اس بری طرح گرویدہ ہوئے کہ اپنی ساری صلاحیتوں اور خوبیوں کو بھلا کر خود بے دست و پا ہو گئے۔

اور بے دست و پا کیسے نہ ہوتے کہ اہل ملک نے دوسری اقوام کی بنائی ہوئی خوشنما چیزوں کی دلدادگی میں اپنے ملک کی تمام چیزوں کو بھلا دیا جسکو ناقدری کے لفظ سے موسوم کیا جاتا ہے

حکومتوں نے بھی اپنے ملک کے جمود و تعطل کو محسوس نہیں کیا اب خود حکمراں جماعتیں بھی ضرور اس غلطی کو محسوس کر رہی ہونگی کہ کاش یہ ملک بھی تجارت اور صناعی وغیرہ میں ید طولےٰ رکھتا تو سامان جنگ کی فراہمی میں اس سے بہت مدد ملتی۔ بہر حال اس کمی کو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر چھوٹا بڑا غریب و امیر محسوس کر رہا ہے۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اسلام کے ہادیٔ برحق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کے سامنے صرف نظریہ ہی پیش کر کے اسکی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ خود اس پر عمل کر کے اپنا ایک نمونہ اور مثال قائم کی تھی اس لئے کہ کہنے والے کے قول پر سننے والے یا اس کے مقلدین اسی وقت عمل کرتے ہیں جب کہ وہ خود اس کا حامل ہو۔

میرا سکوت اور غور و عمل

حضرات۔ دکن کی سیاسیات میں میری پچھلی ڈھائی سالہ خاموشی کو دیکھکر اہل ملک کو تعجب ہوتا ہوگا اور ضرور ہونا چاہیے کہ ایک ایسا شخص جسکی ساری عمر ہندوستان اور حیدر آباد کے سیاسی کاروبار میں گذری ہو وہ اس قدر خاموش کیوں ہے۔ لیکن میں آج کی فرصت میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں تعمیری کام ہی میں ملک کی حقیقی سیاسی ترقی کو مضمر پا رہا ہوں اور ایقان کامل کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ سالہا سال کے تجربے نے ثابت کر دیا کہ اگر آج تک بجائے سیاسی کام کرنے کے کوئی ٹھوس اور حقیقی تعمیری کاموں میں مصروف عمل ہوتا تو حکومت اور اہل ملک، ہر دو کو حقیقی فوائد محسوس ہوتے اور ملک کے گوشہ گوشہ سے اسکی افادیت کو تسلیم کرنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔ میں مسلم تجار اور مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ سارے ملک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی ساری قوت عمل اپنے تعمیری اور معاشی پروگرام میں صرف کر دیں تو اس کے چند ہی روز بعد زبان خلق سے یہ شعر سنیں گے

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

اب آپ کو اور آپ کے ذریعہ سارے ملک کو معلوم ہوگا کہ میری خاموشی خاموشی نہ تھی بلکہ ایک تعمیری پروگرام کی تمہید تھی۔

حضرات - تجارت مسلمانوں کی میراث ہے۔ تاریخ اسلام پر سرسری نظر ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ ہمارے پیشوا ہادیٔ برحق اور انسانیت کے فرد کامل خاتم الانبیاء جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس خود تجارت کے کاروبار فرما کر تجارت کو مقدس اور مبارک بنا دیا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا مسلمان عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت، راست بازی، امانت داری اور صادق البیانی سے اسی تجارت کے ضمن میں متاثر ہوئیں۔ بہت سے صحابہؓ کرام تجارت کا پیشہ انجام دیتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے زمانہ میں عرب کے سب سے بڑے تاجر تھے۔

مسلمانوں نے تجارت اور صنعت و حرفت کو خواہ وہ سرمایہ اور نوعیت کے اعتبار سے کتنی ہی معمولی اور چھوٹی کیوں نہ ہو کبھی ذلیل نہیں سمجھا۔ مدینہ کے بازاروں میں بہت سے گرامی قدر صحابی جن کے جوتوں کے تسموں کو ہم دنیا کے تاج سے بھی بڑھکر سمجھتے ہیں پنیر اور کھجور وغیرہ بیچا کرتے تھے۔ ہجرت نبوی کے بعد ایک صحابیؓ کی تجارت نے اتنی ترقی کی کہ ان کے سامان تجارت کے اونٹ جو اس زمانہ کے ذرائع حمل و نقل تھے یمن اور شام کے بازاروں میں گھومتے نظر آتے تھے۔ اسی طرح صنعت و حرفت اور کسب بڑے بڑے صحابیؓ اور بزرگان دینؒ کا ذریعہ معاش رہا ہے چونکہ اسلام میں اکلِ حلال کو بڑی ترجیح دی گئی ہے اور یہ اکل حلال زیادہ تر تجارت و زراعت اور صنعت و حرفت ہی کے ذریعہ میسر آسکتا ہے اس لئے بڑے بڑے علماء اور بزرگان دین نے اپنے آپ کو اسی پیشہ کے ساتھ مشہور کرنا باعث فخر سمجھا چنانچہ حضرت امام غزالیؒ غزالی کے نام سے مشہور ہیں جس کے معنے تکلہ سے روئی کاتنے والے کے ہیں۔ اسی طرح حضرت حلاجؒ حلاج کے نام سے یعنے سر مونڈنے والا وغیرہ - یہ سچ ہے کہ اسلام نے سرمایہ داری کی حمایت نہیں کی

لیکن ساتھ ہی دست سوال پھیلانے سے روک کر محنت و مشقت کی طرف راغب کر کے مفلسی کا ڈنکا بنانے سے روکا۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ

"مفلسی آدمی کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے"

اسلام اپنے متبعین کو فاقہ مست اور خلاش دیکھنا نہیں چاہتا اور مسلمانوں کو زیب و زینت اور اور آسایش کے سامان سے بمصالح سیاسی اس لئے روکتا ہے کہ وہ علائق دنیوی میں پڑھکر نکما نہو جائے اور مسلمانوں کو اس قابل بناتا ہے کہ دنیا کے سارے سرمایہ دار اور دولت منداس کے سامنے سرتسلیم خم کریں۔ مسلمان ہی دنیا میں سب سے زیادہ اس کے حقدار ہیں کہ دنیا کی تمام سرمایہ داریاں اور دولتمندیاں ان کے قبضے میں ہوں اور وہ اس کا صحیح طور پر استعمال کر سکیں۔ ہر مسلمان کو اتنا بلند حوصلہ بنانا چاہتا ہے کہ اسکی نظر میں ساری دنیا کی دولت ہیچ نظر آئے۔ دنیا جانتی ہے کہ جب مسلمانوں کے ہاتھوں میں اقتدار تھا اور اسلامی نظام حکومت قائم تھا تو لوگ زکوٰۃ کا روپیہ لئے ہوئے مسکینوں کو بازاروں اور گلیوں میں ڈھونڈتے پھرتے تھے مگر بہت کم ایسے مسلمان ملتے تھے جو اپنے آپ کو مستحق زکوٰۃ سمجھتے تھے۔ بہرحال اسلام نے اصول تجارت و زراعت وصنعت وحرفت کو قائم کر کے دنیائے اسلام پر ہی نہیں بلکہ انسانیت پر بڑا احسان کیا جس کو افسوس کہ ہم نے امن و عیش کی زندگی میں بھلا دیا۔

الحمد للہ اب پھر تجارت و زراعت وصنعت وحرفت کی طرف معطل دنیا مائل ہوتی جارہی ہے

خوش بخت صناع و تاجر وا حال ہی میں ہمارے شاہ جم جاہ جلالت الملک حکیم السیاست اعلیحضرت بندگانعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ .... نے نمایش کے موقع پر اپنی افتتاحیہ تقریر دلپذیر میں صنعت و حرفت وغیرہ کی طرف توجہ کرنے کے لئے جو زرین ارشاد فرمایا ہے اور جسکی تعمیل ہمارے لئے باعث صد افتخار و ناز اور مشعل ہدایت ہے۔

بھائیو آؤ اور قرون اولیٰ کی اس اسلامی تعلیم کی یاد کو پھر سے تازہ کریں اور پھر اپنی تجارت وصنعت وحرفت کا ساری دنیا میں غلغلہ بلند کریں۔

ضرورت قیام

برادران اسلام تمہید کے بعد اسکی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ "مرکزی مجلس مسلم تاجران" کے اغراض ومقاصد کی مزید وضاحت کیجائے۔ اسس کا پروگرام بالکل کھلا ہوا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت اور روشن نصب العین کو لیکر مجلس قائم کی گئی ہے نہ اس میں کوئی رازدارانہ عنصر شامل ہے اور نہ کوئی ایسا سیاسی نظریہ...... جس سے حکومت اور اہل ملک سے کوئی تعاون نہ رہے یا کسی کو مضرت پہنچے اس کا مقصد تجارت کی اعلیٰ روایات اور بلند ترین معیار کو برقرار رکھنا۔ اپنے اپنے پیشوں تجارت وزراعت میں صداقت، دیانت داری اور راست معاملگی کو قائم کرنا ناجائز نفع اندوزی اور تمتع سے باز رکھنا ہے۔ ہم اپنے پیشہ میں سچے اور مجلس ثابت ہونگے اگر ہم نے اپنی منظم مساعی محض معمولی رکاوٹوں اور غفلت شعاریوں کے دور کرنے میں صرف کردیں (جنکو میں نے کبھی کبھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے) ہم کو اپنے باطن کا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا ہم اس پیشے کے اہل ہیں جو ایک ایسی بڑی قوت ہے کہ اس میں نوع انسانی کی فلاح وبہبود شامل ہے؟

حضرات! دکن میں مسلمان صدہا سال سے حکمراں قوم کی حیثیت سے آباد ہیں لیکن اس طویل دور میں مسلمان تاجر اور صناعوں نے اپنے جماعتی نظم ونسق کی طرف کبھی توجہ نہ کی یہی سبب ہے کہ آج انہیں اپنے مفادات کی حفاظت میں طرح طرح کی دقتیں نظر آرہی ہیں۔ حالانکہ مملکت آصفیہ اسلامیہ میں مسلم تاجر وصناع بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں یقیناً ان کے مفادات کے تحفظ کی بنیاد ڈالی جانی چاہیے تھی کیونکہ اس دنیا میں کوئی مفید چیز منظم کوشش کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ متعدد ممالک میں تجار نے اپنی تنظیم کے ذریعہ ہی اپنی مشکلات کو حل کیا ہے اور وہ گوناگوں فوائد سے متمتع ہورہے ہیں۔ حیدرآباد کی تاریخ میں

یہ پہلا اتفاق ہے کہ سارے ملک کے ممتاز تجار اپنی ضروریات و مشکلات پر غور کرنے اور ان کا حل دریافت کرنے کے لئے بلدہ فرخندہ بنیاد میں جمع ہوئے ہیں۔ تاجر و صناعوں کے اس نمائندہ جلسہ میں جہاں سارے ملک کے ممتاز تجار و صناع جمع ہیں صاف صاف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کو تاجر اور صناع کی حیثیت سے ہر وقت اپنے کو منظم کرنے اور اپنی مشکلات کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے تیار رہنا چاہئے تاکہ ہم اپنے حقوق کے محافظ اور اپنے مقررہ نصب العین اور انکی تمناؤں کے ترجمان کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کر سکیں۔

حضرات! جن اغراض کے تحت "مرکزی مجلس مسلم تاجران" کی تشکیل عمل میں لائی گئی ہے اس کا جواب مستقبل خود پیش کریگا اور وہ وقت ضرور آئے گا کہ دکن کے مسلم تاجر و صناع اپنا سر افتخار بلند کر کے کہہ سکیں گے کہ وہ دنیا میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔!!!

تجارت قدرتی قوتوں کا سرچشمہ ہے

برادران عزیز۔ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت قدرت کے سربستہ رازوں اور قوتوں کا سرچشمہ ہے انہیں قوتوں کے سبب قوموں میں "افراد کاسبہ" پیدا ہوتے ہیں اور اسی سرچشمہ کی بدولت آج باعمل قومیں بام عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس دو سالہ کوشش میں ملک کے ممتاز تاجر و صناع کی ایک قابل لحاظ تعداد نے لبیک کہا اور مجلس کی تشکیل عمل میں آئی ضرورت ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ میں مسلم صناع و تجار کی جماعتیں قائم ہوں اور ان کا الحاق مرکز سے ہو جس طرح کہ دستور میں بتلایا گیا ہے۔

محترم بھائیو اسمیں کوئی شک نہیں کہ زمانہ بہت پر آشوب ہے اور اس جنگ کے خوفناک اثرات نے تجارت کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ تجارت کی حالت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے مگر یہ یاد رہے کہ دنیا کسی حالت میں بھی تجارت و صنعت و حرفت سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ راست باز تاجر و کاریگر پر خدا کی رحمت اور اس کا فضل شامل رہتا ہے

خدا کی رحمت سے کسی کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ پریشانی کے عالم میں ہی ہر دشواری کا مقابلہ کرنا استقلال و ہمت ہے۔

ہاں پائے ثبات کو قائم رکھو اللہ سے ڈر بندوں سے نہ ڈر

یہ امر حقیقت ہے لے دل جو ڈرتے ہیں وہ مرتے ہیں

ہر مصیبت کی تان راحت پر آکر ٹوٹتی ہے۔ مشکلات ہی کے افق سے آسانیوں کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ میں تمام مسلم تجار و صناع کو ایک مرکز پر جمع ہونے کی خلوص دل سے دعوت دیتا ہوں۔ مرکزی مجلس مسلم تاجران کا مقصد اور نصب العین بھی وہی ہے جو تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا ہے۔ مسلم تاجر، مسلم صناع، مسلم کسان، مسلم مزدور، غرض کسی پیشہ میں کوئی تفریق پیدا کرنا نہ اسلام کی تعلیم ہے اور نہ کسی مسلمان کا شیوا چاہتا ہوں کہ تمہارا ہر فعل ملت اسلامیہ کے لئے مفید ہو۔

یہ میری تمنائیں اور میرے مقاصد ہیں، میں نے تمہاری جماعت کی صدارت اسی جذبۂ خدمت کے تحت قبول کی ہے میں چاہتا ہوں تم میں صحیح اسلامی روح پھونک دوں کہ عمل صالح ہی سب سے بڑی پونجی اور نہ ضائع ہونے والا سرمایہ ہے۔

یقیناً میں اس موقعہ پر ایک نہایت ہی بسیط و طویل خطبہ دے سکتا تھا مگر دوستو! میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں اور آج بھی بطور خاص کہتا ہوں کہ باتیں کرنے کا وقت گذر گیا، الفاظ کے رنگین کھلونے قوموں کی تقدیروں کو نہیں بدل سکتے۔ اب کام کرنے کا وقت ہے اور اب اس بات کو سب لوگ جان گئے ہیں کہ کام کرنے والے زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے۔ میں نے تم سے چند باتیں کہی ہیں اور اپنا عملی پروگرام آپکی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اگر اس میں سے ایک بات پر بھی تم نے عمل کیا تو پھر تمہارے لئے سب کچھ ہے

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی — دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اب میں آخر میں اپنے شاہ ذی مرتبت اعلحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ اور خانوادۂ آصفی کے عزت و اقبال کی ترقی کے لئے دعا کرتا ہوں آپ سب میرے ان الفاظ کا آمین سے خیر مقدم کریں۔

از دست گدائے بینوا نابد ہیچ
جز اینکہ بصدق دل دعا بکند

وآخر دعوانا ان الحمد رب العالمین

ابوالبیان خواجہ بہاء الدین صدر
مرکزی مجلس مسلم تاجران
حیدرآباد دکن